مسلم اقلیات کے اہم عائلی مسائل اور ان کا حل
(تعلیماتِ نبویؐ کے تناظر میں)

* ڈاکٹر نسیم محمود

** سمیعہ مجاہد

Abstract

Muslim minorities living in Non-Muslim countries face many problems in their societies as the Non-Muslims have their own traditions and life styles which are in some matters totally repugnant to Islamic norms and teachings. This research paper is an effort to provide the solution of such problems related to family matters in the light of Prophetic teachings. Main contents of this discussion will be marriage of Muslim male with Non-Muslim female and vice versa and its conditions, paper marriage, status of such marriage in case of apostacy of any party, inheritance in such mixed families, role of the parents of such families in their children life, right of guardianship and custody of the child etc. Custody and guardianship of Non-Muslim females, exchange of gifts in such societies and specially their participation in the religious festivals of the followers of other religions are the main points of discussed in this research paper.

Key Words: *Marriage, Apostacy, Inheritance, Guardianship, Custod.*

مسلم اقلیات کو ہر غیر اسلامی ملک میں بعض مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس کی وجہ وہ متذبذب رہتے ہیں کہ ایسے حالات میں اسلام ان کی کیا راہنمائی کرتا ہے۔ موضوعِ زیرِ بحث ایسے مسلمانوں کے لئے راہنمائی کا ایک ذریعہ ثابت ہو گا جس میں اسلامی تعلیمات کے مطابق ان کے عائلی مسائل کا حل پیش کیا جائے گا۔ اقلیت اکثریت کی ضد ہے [1] اور اس سے مراد "کسی ملک کے باشندوں کی وہ جماعت ہے جو اپنی قومیت، زبان یا مذہب رکھتے ہوں اور وہ اکثریتی باشندوں سے مختلف ہوں" [2] ایسے افراد اپنی ثقافت، روایات اور اپنی مخصوص زبان کے تحفظ کے خواہاں بھی ہوتے ہیں۔ [3] پھر مزید یہ کہ ان میں یکجہتی کا وہ احساس بھی پایا جاتا ہے جو ان کو ایک منفرد جماعت کی حیثیت سے باقی رہنے کی اجتماعی قوتِ ارادی کو تقویت پہنچاتا ہے اور اس احساس کے تحت وہ قانونی اعتبار سے اکثریت کے مساوی حقوق کی طلب رکھتے ہیں [4]۔ اقلیت کے مفہوم کی معرفت کے بعد ذیل میں ان کے اہم عائلی مسائل اور ان کے حل کا تفصیلی مطالعہ کیا جاتا ہے۔

---

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، گورنمنٹ علامہ اقبال پوسٹ گریجوایٹ کالج، سیالکوٹ

** لیکچرار، ادارہ عربی وعلومِ اسلامیہ، گورنمنٹ کالج ویمن یونیورسٹی، سیالکوٹ

1۔ غیر مسلم خاتون سے شادی:

مذہبی اعتبار سے غیر مسلم خاتون یا تو کتابیہ ہو گی یا غیر کتابیہ ہو گی ذیل میں ان دونوں قسم کے غیر مسلموں سے نکاح کے مسئلہ پر غور کیا جاتا ہے۔

i. **کتابیہ سے نکاح:** اسلام کس طرح رواداری اور معاشرتی اجتماعی معاملہ کا حکم دیتا ہے اس کی واضح مثال یہ دیکھی جاسکتی ہے کہ غیر مسلم جو کہ اسلامی تعلیمات کے منکر اور معاند ہیں مگر اس سب کے باوجود مسلمان کے لیے جائز کر دیا ہے کہ وہ کتابیہ عورت سے نکاح کرے اور خاندانی معاملات کا اس سے تبادلہ کر کے زندگی کی تسکین حاصل کر کے نسلِ انسانی کا سلسلہ آگے چلائے اس بارے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۭ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ۠ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ۡ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَلَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ۡ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ[5]

"آج تمہارے لیے پاکیزہ چیزیں حلال کر دی گئیں، اور ان لوگوں کا ذبیحہ (بھی) جنہیں (الہامی) کتاب دی گئی تمہارے لیے حلال ہے اور تمہارا ذبیحہ ان کے لیے حلال ہے، اور (اسی طرح) پاک دامن مسلمان عورتیں اور ان لوگوں میں سے پاکدامن عورتیں جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی (تمہارے لیے حلال ہیں) جب کہ تم انہیں ان کے مَہر ادا کر دو، (مگر شرط) یہ کہ تم (انہیں) قیدِ نکاح میں لانے والے (عفت شعار) بنو نہ کہ (محض ہوس رانی کی خاطر) اعلانیہ بدکاری کرنے والے اور نہ خفیہ آشنائی کرنے والے، اور جو شخص (احکامِ الٰہی پر) ایمان (لانے) سے انکار کرے تو اس کا سارا عمل برباد ہو گیا اور وہ آخرت میں (بھی) نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گا"

اس سے واضح ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے مسلمان مرد کے لئے جائز کیا ہے کہ غیر مسلم کتابیہ کے ساتھ نکاح کر کے اپنی پر سکون زندگی بسر کرے اور اپنی معاشرتی ضروریات پورا کرنے کا سامان کرے لیکن اس آیت کے الفاظ کی روشنی میں اس حلت کے لئے درج ذیل شرائط کی پاسداری ضروری ہے۔

- نکاح کا مقصد وقتی لذت نہ ہو بلکہ مرد اور عورت کی دائمی رفاقت ہو اور اس کا اعلان بھی ہو۔
- کتابیہ عورتیں جن سے نکاح مقصود ہے وہ پاکدامن اور بدکاری سے بچنے والی ہوں قرآن اندونوں شرائط کو سورۃ النساء میں بیان کرتا ہے[6]۔
- ایسے نکاح میں کسی فتنہ کا خطرہ نہ ہو لہٰذا اگر ایمان سے محرومی یا اولاد میں عقیدہ کی تبدیلی اور اسلامی تربیتی امور میں کوتاہی کا خطرہ ہو تو یہ نکاح جائز نہ ہوگا اور اگر ایسی اضطراری حالت ہو کہ نکاح نہ کرنے سے فتنہ میں پڑنے کا اندیشہ ہو تو پھر ایسا نکاح کرنا جائز ہوگا۔[7]
- ایسا نکاح حاکمِ وقت کی اجازت سے مشروط ہے اور اگر وہ چاہے تو وقتی مصلحت کی بناء پر کچھ وقت کے لئے اس اجازت کو منسوخ بھی کر سکتا ہے جیسے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتنوں کے خدشہ پر ایسے نکاح پر پابندی لگادی تھی۔[8] اس مقصد کے لئے کسی بھی اسلامی ملک میں قانون وضع کی جا سکتا ہے کہ کوئی بھی قاضی کی اجازت کے بغیر ایسا نکاح نہیں کر سکتا اس لئے کہ قاضی حاکم کی نیابت میں ہی کام کر رہا ہوتا ہے۔

کتابیہ کے ساتھ نکاح کا اگر نبوی معاملہ دیکھا جائے تو چونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ہر حالت میں پاکی پر ہی رکھا ہے اس لئے آپ ﷺ کے حرم میں کوئی غیر مسلم خاتون نہیں آئی ہاں البتہ آپ کے صحابہ میں سے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نائلہ بنت الفرافضہ نصرانیہ سے[9] حضرت طلحہ بن عبید اللہ نے شام کی ایک یہودیہ سے[10] اور معروف سپہ سالار صحابہ سیدنا حذیفہ بن یمان اور سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بھی یہودی خواتین سے نکاح کئے[11]۔ اسی طرح جنگ قادسیہ کے دنوں میں سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موجودگی میں کچھ صحابہ کرام نے یہودی اور عیسائی خواتین کے ساتھ نکاح کئے اور جنگ کے بعد کچھ نے یہ نکاح باقی رکھے اور کچھ نے طلاق دے دی[12]۔ عملِ صحابہ اور آیتِ قرآنی کی روشنی ایسے نکاحوں کا جواز قرآنی اور نبوی تعلیمات کی روشنی میں ہی ملتا ہے کیونکہ اکابر صحابہ نبوی طریق سے ہٹ کر کوئی معاملہ نہیں کرتے تھے۔ اس کی دلیل سیدنا حذیفہ بن یمان کو یہودیہ عورت سے علیحدگی اختیار کرنے فاروقی حکم اور استفسار پر عدمِ حرمت کی صراحت کے ساتھ اس خدشہ کا اظہار ہے کہ کہیں تم بدکار یہودی عورتوں سے نکاح نہ کر لو[13]۔ یہ احتیاط کا تقاضا تھا حرمت کی وجہ سے ایسا نہیں فرمایا۔

ii. **غیر کتابیہ سے نکاح:** اسلام، عیسائیت اور یہودیت کے علاوہ تمام مذاہب غیر کتابی یا غیر الہامی مذاہب ہیں جیسے مجوسی، بدھ مت، صائبین، ہندو، سکھ، دھریئے، بدھ مت وغیرہ اور اسلامی تعلیمات کے مطابق ان مذاہب کی خواتین سے مسلمان مردوں کا نکاح جائز نہیں، اور نہ ہی ان کے مردوں سے مسلمان عورتوں کے نکاح جائز ہیں اس کی دلیل قرآن پاک کی وہ آیت ہے جس میں مشرکین کے ساتھ نکاح کی حرمت کو بیان کیا گیا ہے۔[14] اس آیت میں مشرکین اور مشرکات کا تذکرہ کر کے دیگر تمام غیر کتابی غیر مسلمین کو شامل کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ اعلان نبوت سے پہلے آپ ﷺ دو صاحبزادیاں حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہما ابولہب کے دو بیٹوں عتبہ، عتیبہ کے نکاح میں تھیں نے لیکن ایسے نکاح کی حرمت کے حکم کے نزول کے بعد آپ ﷺ نے ان سے طلاق دلوا کر یکے بعد دیگرے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں دیتے ہوئے انہیں ذوالنورین کے لقب سے نوازا[15] اور کافر عورتوں کو اپنے نکاح میں نہ رکھنے کی قرآنی صراحت[16] کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی دو مشرک بیویوں قریبہ بنت ابو امیہ اور ام کلثوم بنت عمرو بن جرول خزاعی کو طلاق دے دی جس کے بعد ان سے بالترتیب معاویہ اور ابو جہم بن حذیفہ نے نکاح کئے[17] اور سیدنا عیاض بن غنم فہری نے اپنی بیوی ام الحکم بن ابو سفیان کو طلاق دے دی جس سے بعد میں عبد اللہ بن عثمان ثقفی نے نکاح کیا[18]۔ ان مثالوں سے واضح ہوتا ہے رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کے مطابق مشرکہ خواتین کے ساتھ مسلمان مردوں کا نکاح حرام ہے جیسا کہ قرآن کا حکم ہے بلکہ اس کی مزید صراحت معاہدہ حدیبیہ کی تکمیل کے وقت سبیعہ بنت الحارث اسلمیہ کا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونا اور معا بعد ان کے شوہر صیفی بن الراہب کا آپ ﷺ کے پاس آکر اپنی بیوی کی واپسی کے مطالبہ پر آپ ﷺ کا اسے واپس نہ کرنا بلکہ مدینہ پہنچ کا ان کا نکاح حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کئے جانے سے ملتی ہے[19] کہ آپ ﷺ نے تو باقاعدہ انکار کر کے اس معاملہ میں شرعی حکم کی وضاحت فرما دی۔ اس کی دوسری مثال حضرت امیمہ بنت بشر کی ہے جو کہ قبول اسلام کے بعد اپنے کافر شوہر حسان بن وحداح کے پاس سے بھاگ کر مدینہ پہنچیں تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے اس رشتہ کو ختم کر دیا اور ان کا نکاح حضرت سہل بن حنیف سے کر دیا اور روایت میں سورۃ الممتحنۃ میں مشرکین کے ساتھ نکاح کی حرمت والی آیت کا سبب نزول بھی یہ واقعہ بتایا جاتا ہے[20]۔

اس شرعی حکم میں لازمی طور پر کچھ اخلاقی، مذہبی اور معاشرتی قباحتیں ہیں جن کی بناء پر شارع نے حرمت کا حکم صادر فرمایا ہے۔ اب پوری دنیا ایک گلوبل ولیج بننے کے باوجود اس حکم کی اتباع تمام مسلمانانِ عالم پر لازمی ہو گی ورنہ مذہبی تعلیمات سے انحراف نہ صرف معاشرتی بگاڑ اورانحطاط کا سبب بنے گا بلکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ناراضگی اور عذابِ الٰہی کے نزول کا سبب بھی بنے گا۔ ایسے نکاح کی قباحتوں پر اگر غور کیا جائے تو مولانا امین احسن اصلاحیؒ کے بقول:

"بنی اسرائیل کی تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے اندر بے شمار عقائدی گمراہیاں ان عورتوں کے ذریعہ سے پھیلیں جو وہ دوسری بت پرست قوموں میں سے بیاہ کر لائے۔ اسی طرح ہمارے یہاں مغل سلاطین ہندو راجاؤں کے ہاں سیاسی مصالح کے تحت جو شادیاں کیں تو ان کی لڑکیوں کے ساتھ ساتھ ان کے عقائد، اوہام، رسوم اور عبادت کے طریقے بھی اپنے گھروں میں گھسالائے، آج بھی جو لوگ قوموں اور مذہبوں کے امتیازی نشانات و نظریات کو ختم کرنے کے درپے ہیں وہ اس کا سب سے زیادہ کارگر نسخہ آپس کی شادیوں ہی کو سمجھتے ہیں"[21]

تاریخ بھی یہی بتاتی ہے کہ اسلام دشمنوں نے عورت کو ملتِ اسلامیہ کے خلاف ایک ہتھیار کے طور پر استعمال کیا ہے اور ایسی صورت میں لازمی طور پر وہ اپنا اثر اور حربے استعمال کر کے نہ صرف بچوں کے مذہب کو بدل کے رکھ دے گی بلکہ وہ اپنے شوہر اور بچوں کے باپ کو ترکِ اسلام پر مجبور کر دے گی اور خاص طور عورتوں کے تسلط کے معاشرہ میں تو مسلمان مرد بھی مجموعی طور انہیں کے زیرِ اثر نظر آتے ہیں اور گھر میں فیصلے وہی ہوتے ہیں جو خاتونِ خانہ چاہتی ہے اور یہ صورتِ حال مسلمانوں کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہو گا۔

2۔ غیر مسلم مرد سے شادی:

یہ بات طے ہے کہ مسلمان عورت کسی غیر مسلم مرد سے شادی نہیں کر سکتی چاہے اس کا تعلق کسی بھی غیر اسلامی مذہب سے ہو اس پر دلیل قرآن کا یہ فرمان ہے:

وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّىٰ يُؤْمِنُوا[22]

"اپنی عورتوں کو مشرکین کے نکاح میں نہ دو جب تک کہ وہ ایمان نہ لائیں"

یہ آیت صرف مشرکین کے حوالے سے ہی نہیں ہے بلکہ بقول علامہ قرطبی اس پر امت کا اجماع ہے[23] امام کاسانی کا ایسے نکاح کے بارے مؤقف ہے کہ "اس میں مومن عورت کے اس کافر شوہر کی وجہ سے کفر میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہے اس لئے یہ حرام ہے[24] امام طبری نے حضرت قتادہ اور امام زہری کے حوالے سے مسلم خاتون کا نکاح یہودی، عیسائی اور مشرک ہر قسم کے مرد سے حرام قرار دیا ہے[25] اور پھر باقی مذاہب کو بھی اس حکم میں شامل کرتے ہوئے لکھا ہے:

ولا يحل للمسلمة أن تتزوج بغير المسلم من الديانات الأخرى لا من اليهود والنصارى ولا من غيرهم من الكفار أو غير ذلك[26]

"اور مسلمان عورت کے لیے حلال نہیں کہ وہ کسی غیر مسلم مرد سے شادی کرے، وہ نہ تو یہودی نہ عیسائی اور نہ ہی کسی اور کافر سے شادی کر سکتی ہے"

اس طرح کسی بھی مسلمان عورت کے حلال نہیں کہ وہ کسی یہودی، یا نصرانی یا مجوسی یا کیمونسٹ اور بت پرست وغیرہ سے نکاح کرے۔ اس حکم کا مقصد اور دلیل سورۃ بقرۃ کی وہ آیت بنائی ہے جس میں مشرک مردوزن غلام اور آزاد دونوں کے ساتھ نکاح کی حرمت کو بیان کیا گیا ہے۔[27]

لہٰذا دین سے برگشتگی اور اس بارے شوہر کے مؤثر ہونے کے ساتھ ساتھ دیگر قباحتوں کی بناء مسلمان عورت کا کسی بھی مذہب سے تعلق رکھنے والے غیر مسلم سے نکاح جائز نہیں ہو گا امام سیوطی کا بھی یہی مذہب ہے۔[28] جس سے واضح ہوتا ہے کہ ایسا نکاح شرعی حکم کی خلاف ورزی اور آئندہ نسلوں کی بربادی کا سامان ہو گا اور ان ممانعت کی حکمت یہ ہے کہ مرد گھر کا مالک ہوتا ہے اور عورت کے لیے قوام کی حیثیت رکھتے ہوئے اس کے بارے میں جواب دہ ہوتا ہے۔ اسلام نے اگر مسلمان مرد کو کتابیہ عورت سے نکاح کی اجازت دی ہے تو اس کتابیہ بیوی کے حقوق متعین کر کے بچوں کی تربیت کا معاملہ مکمل طور پر ایسی بیوی پر نہیں چھوڑا بلکہ اس میں مرد کو بھی ذمہ دار ٹھہرایا ہے اور بیٹیوں کی حرمت کا بھی خیال رکھا ہے۔ غلام رسول سعیدی نے اس ذیل میں شوہر کی متابعت میں بیوی کی گمراہی اور اس کی متابعت میں اولاد کی گمراہی کو ایک لازمی قباحت اور عقائد کی بربادی کے نتائج کو سامنے رکھتے ہوئے تفصیلی بحث کے بعد ایسا نکاح قرآن وسنت کی روشنی میں حرام ہونے کے دلائل دیئے ہیں[29]۔ اس لئے کہ مرد عورت پر حاوی ہوتا ہے اسی لئے وہ اپنی حیثیت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے کسی بھی عورت کو کسی بھی کام کی طرف نہ صرف رغبت

دلا سکتا ہے بلکہ انکار کی صورت میں اس کو مجبور بھی کر سکتا ہے اب مجبوری کی حالت میں ہی صحیح، عورت اگر اسلام سے منحرف ہو گئی تو اس کی آخرت بھی برباد ہوئی اور دینا میں بھی وہ ارتداد کی سزا کی مستحق ٹھہری لہذا لازم ٹھہرا کہ معاشرہ چاہے کسی بھی طرح کا ہو مسلمان عورت کو کسی بھی غیر مسلم مرد کے ساتھ کسی صورت نکاح کی اجازت نہیں ہونی چاہئے۔

3۔کاغذی ازدواج:

مسلم اقلیات کا ایک اہم مسئلہ پیپر میرج ہے اور اس سے مراد ہے کہ " قانون کے سامنے بظاہر شوہر بیوی ہونے کا معاہدہ کیا جائے لیکن حقیقت میں ایسا نہ ہو[30]۔ یہ مسئلہ مختلف وجوہات کی بنا پر یورپین غیر مسلم ممالک میں جانیوالے مسلمانوں کو پیش آتا ہے اور عموما اسے اختیار بھی کیا جاتا ہے۔ لیکن اسلام میں یہ صریحا حرام ہے اور اسکی قیاسا و اجماعا کسی طور بھی گنجائش نہیں نکلتی۔ اسلام نے تو نکاح کو مرد و عورت کے درمیان محبت کا ذریعہ بنایا ہے تبھی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَمِنۡ آيَاتِهِۦٓ أَنۡ خَلَقَ لَكُم مِّنۡ أَنفُسِكُمۡ أَزۡوَاجًا لِّتَسۡكُنُوٓاْ إِلَيۡهَا وَجَعَلَ بَيۡنَكُم مَّوَدَّةً وَرَحۡمَةًۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَأٓيَٰتٍ لِّقَوۡمٍ يَتَفَكَّرُونَ[31]

" اوراس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تم میں سے تمہاری بیویوں کو پیدا کیا تا کہ تم ان سے تسکین حاصل کرو اور تمہارے درمیان محبت اور شفقت کو رکھا، بے شک میں میں سوچ وبچار کرنے والی قوم کے لئے نشانیاں ہیں"

اس اعتبار سے عقد شرعی اور اس کے شرائط کی رعایت کئے بغیر کاغذی ازدواج و طلاق کا کوئی اعتبار نہیں کیونکہ "عقد نکاح" سے مراد ہی مرد و عورت کے مابین مودت و رحمت ، جسمانی استمتاع ہے لیکن پیپر میرج میں سرے سے یہ چیز شامل نہیں ہوتی اور ویسے بھی اس کا مقصد رشتہ ازدواج میں منسلک ہونا نہیں اس لئے حدیث نبوی **انما الاعمال بالنیات**[32] کے تحت ایسے نکاح میں ازدوجی تعلق کی نیت تو موجود ہی نہیں اور ویسے بھی اس میں پائے جانے والے درج ذیل مفاسد کے پیشِ نظر ایسا نکاح سراسر حرام نظر آتا ہے:

1۔ ایک ہی عورت بیک وقت کتنے ہی مردوں کیساتھ پیپر کنٹریکٹ کے ذریعے منسلک ہوتی ہے جو اسلامی شریعت کے صریحا خلاف اور کھلی بے حیائی ہے۔ اس سے نسب محفوظ نہیں رہتا کیونکہ اس دوران اگر عورت سے اولاد ہو جائے تو وہ افراد خاوند کے خاندان میں شامل ہو جاتے ہیں جو اصل میں اس سے نہیں،

وہ قانونی پہلو سے ازدواجی تعلقات کی وجہ سے اس کے بچے کہلاتے ہیں۔

2۔ رشتہ ازدواج کچھ حقوق و فرائض کی ادائیگی کا تقاضہ کرتا ہے جبکہ پیپر میرج معاہدہ میں یہ تقاضہ پورا نہیں ہوتا جبکہ حدیث کے مطابق نکاح، طلاق اور رجوع تینوں معاملات میں مذاق اور سنجیدگی دونوں ہی سنجیدگی شمار کئے جاتے ہیں۔[33]

3۔ پیپر میرج معاہدہ کے ذریعے انسان جھوٹی گواہی جیسے کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوتا ہے [34] مزید یہ کہ یہ دھوکہ کی ایک صورت ہے اور اسلام میں دھوکہ دہی کو حرام قرار دیا گیا ہے۔[35]

4۔ یہ معاہدہ نکاح متعہ سے مشابہت رکھتا ہے جو کہ حرام ہے [36] یعنی جب وہ اس بات پر اتفاق کر لیتے ہیں کہ رہائش کی قانونی اجازت ملتے ہی ان کے اِزدواجی تعلقات ختم ہو جائیں گے تو یہ متعہ بن جاتا ہے۔

پتہ چلا کہ کاغذی نکاح میں ایسے حرام اُمور پائے جاتے ہیں جن میں کوئی بھی مؤمن کسی کو تاہی کی جرأت نہیں کر سکتا۔ ایسی حرکت وہی کر سکتا ہے جس کا نہ دین ہے، نہ اخلاق نہ شرافت۔

اگر نبوی تعلیمات کی روشنی میں دیکھا جائے تو یہ معاملہ ان تین امور میں آتا ہے جن کا مذاق بھی سنجیدگی اور سنجیدگی بھی سنجیدگی ہے اور نکاح، طلاق اور رجوع ہیں [37]۔ لہٰذا ایسا نکاح عارضی یا مذاق ولایعنی نہیں ہو گا بلکہ اس سے زوجین کے درمیان حقوق و فرائض کا تعین ہو گا۔

4۔ زوجین میں سے کسی ایک کے ارتداد کی صورت میں علیحدگی کا وقوع:

مسلم اقلیات کا ایک اور عائلی مسئلہ زوجین میں سے کسی ایک یا دونوں کا ارتداد ہے دونوں کا ارتداد نزاعی نہیں لیکن کسی ایک کا ارتداد اس کو کافر بنادے گا جس وجہ سے دونوں میں علیحدگی قرار دی جائے گی اس پر دلیل قرآنی آیت ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوهُنَّ اللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِهِنَّ فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ وَآتُوهُم مَّا أَنفَقُوا[38]

"اے ایمان والو جب تمہارے پاس مومن عورتیں ہجرت کر کے آئیں تو ان کی آزمائش کر لو اللہ تعالیٰ ان کے ایمان کو زیادہ جاننے والا ہے۔ پس اگر تم جان جاؤ کہ وہ مومن ہیں تو ان کو کفار کی طرف نہ لوٹاؤ (اس لئے کہ) نہ وہ ان (کفار) کے لئے حلال ہیں اور نہ ہی وہ (کفار) ان کے لئے حلال ہیں"

اس آیت کو سامنے رکھتے ہوئے فقہاء اپنے اپنے انداز سے استدلال کرتے ہوئے درج ذیل آراء کے حامل ہیں:

شوافع اور حنابلہ کا مؤقف: ان کے نزدیک اگر زوجین ایک ساتھ مرتد ہو جائیں۔ خلوت سے پہلے ارتداد کی صورت میں نکاح فوری اور خلوت سے بعد کی صورت میں زمانہ عدت کے بعد نکاح ختم ہو جائے گا۔ لیکن دورانِ عدت مرد کے دوبارہ مسلمان ہونے کی صورت نکاح برقرار رہے گا ورنہ عدت کے برابر مدت پوری ہوتے ہی نکاح فسخ ہو گا اور دوبارہ عدت گذارنے کی ضرورت نہیں ہو گی[39] زوجین میں سے کسی ایک کے ارتداد کی صورت میں امام شافعی کے نزدیک مسلمانوں پر لازم ہو گا کہ ایسے زوجین کے درمیان علیحدگی کروادیں کیونکہ کہ ایک دوسرے کے لئے حلال نہیں ہیں[40] اور یقینی طور پر ان کے درمیان یہ تفریق اختلافِ مذہب کی بنیاد پر ہی ہو گی جو کہ شرعی حکم کے طور اختیار کرنا اور اس پر عمل کرنا لازم ہو گا۔

احناف اور مالکیہ کا مؤقف: ان کے نزدیک اگرچہ قیاس کا تقاضا یہی ہے کہ نکاح فسخ ہو لیکن دورِ صدیقی میں فتنہ ارتداد کے دوران جو مسلمان مرتد ہو کر دوبارہ اسلام کی طرف آگئے ان کے نکاح برقرار رکھے گئے اور کسی کی تجدید نہیں ہوئی لہذا خلافِ قیاس اس نکاح کو برقرار رکھا جائے گا لیکن ارتداد کی صورت میں خلوت کا اعتبار کئے بغیر ان کے نزدیک ان کا نکاح فسخ ہو جائے گا[41] اور امام مالک کا تو واضح فتوی ہے کہ نہ وہ عورتیں ان مردوں کے حلال ہوں گی اور نہ ہی وہ مرد ان عورتوں کے لئے حلال ہوں گے اور اس کا سبب یوں بیان کیا کہ: أن العلة عدم الحل بالإسلام وليس باختلاف الدار[42]

"حلال نہ ہونے کی علت اسلام ہے نہ کہ اختلاف دار"

ایسی صورت میں امام سرخسی کے نزدیک اگر کوئی مسلمان شوہر مرتد ہو جائے تو اس سے مسلمان بیوی کا مہر طلب کیا جائے گا اور اگر کافر عورت مسلمان ہو کر آئے تو مسلمان سے اس کا نصف مہر دلا کر ان کے درمیان علیحدگی کروادی جائے گی اور یہ دونوں صورتوں میں عدل ہو گا۔[43]

اہل سنت کے ائمہ کے نزدیک ارتداد بالاتفاق نکاح پر اثرانداز ہو گا اور علیحدگی بھی لازمی ہو گی تاکہ اسلام کا تشخص عائلی زندگی میں بھی برقرار رکھا جاسکے۔ اس طرح حیلہ بازی کی بھی روک تھام ہو جائے گی اور اسلامی تعلیمات پر بھی عمل ہو جائے گا۔

اگر نبوی تعلیمات کا اس بارے جائزہ لیا جائے تو حضرت سبیعہ بنت الحارث[44] اور حضرت امیمہ بنت بشر [45] کی مثالیں سابقہ اوراق میں گذر چکی ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے اختلاف دین کی بنیاد پر ان مسلمان صحابیات کو ان کے غیر مسلم شوہروں کے حوالے نہ کیا بلکہ ان کے نکاح بعد صحابہ کرام سے ہوئے۔ لہذا زوجین میں سے اگر کوئی مرتد ہو جائے تو ان روایات کی روشنی میں یہ ازدواجی تعلق ختم ہو جائے گا اور غیر مسلم معاشروں میں مسلم اقلیتوں کو اس مسئلہ کی پاسداری ضروری ہو گی۔

5۔ غیر مسلم کی وراثت:

مسلم اقلیات کا ایک اہم مسئلہ جبکہ کسی مسلمان مرد کی شادی غیر مسلم عورت سے ہوئی ہو تو وراثت سے متعلق پیدا ہونے والے اشکال ہیں کہ آیا اس کو لینا جائز ہے یا نہیں؟ اس اہم مسئلے میں فقہاء کرام فقہی اصطلاح استحسان اور قیاس کی بنا پر دو گروہوں میں منقسم ہیں۔

عدمِ جواز کے قائلین: جمہور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اور ان کے بعد کے علماء کے نزدیک مسلمان کیلئے غیر مسلم کی وراثت نہیں ہو گی اور اس کی دلیل آپ ﷺ کا فرمان ہے:

لایرث الکافر المسلم ولا المسلم الکافر[46]

"مسلمان کافر کا وارث نہیں بنے گا اور نہ کافر مسلمان کا وارث بنے گا"

امام ابوداؤد نے بھی یہی روایت کافر اور مسلم کی تقدیم و تاخیر کے ساتھ بیان کیا ہے۔[47] اس طرح آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ:

لا یتوارث اھل ملتین شتیٰ[48] "دو مختلف ملتوں والے ایک دوسرے کے وارث نہیں بنیں گے"

ابن قدامہ اس کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ "مسلمان اور کافر کے درمیان ولایت منقطع ہوتی ہے تو وہ اس کا وارث نہیں بنے گا جس طرح کافر مسلمان کا وارث نہیں ہوگے"[49]۔ اس فریق کا مؤقف واضح ہے کہ اختلاف دین کی بنیاد پر وراثت ثابت نہیں ہو گی بلکہ ورثاء کا ایک دین پر ہونا لازم ہے۔

جواز کے قائلین: ان کے نزدیک مسلمان غیر مسلم کا وارث بنے گا مگر غیر مسلم کو مسلمان سے وراثت نہیں ملے گی اور اس کی دلیل رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

الاسلام یعلو ولا یعلیٰ علیه[50] "اسلام غالب رہے گا مغلوب نہیں ہو گا"

اس کے مطابق مسلمانوں کا مقام چونکہ غیر مسلموں سے زیادہ ہے اس لئے وراثت میں ان کو تو شامل کیا جائے گا غیر مسلم اس میں شامل نہیں ہونگے اسی طرح باہمی تعاون کا مقصد مسلمانوں کی مالی مدد کرکے ان کو مضبوط بنانا ہے نا کہ غیر مسلموں کو مضبوط بنانا ہے۔ اس مقصد کے پیشِ نظر بھی وراثت میں مسلمان کو غیر مسلم وارث ٹھہرایا جا سکتا ہے مگر غیر مسلم کو مسلمان کا وارث نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔ اسی طرح آپ ﷺ کا فرمان ہے:

ولا یزال اللہ یزید او قال: یعز الاسلام واھلہ، وینقص الشرك واھلہ[51]

"اللہ تعالیٰ اسلام اور اہلِ اسلام کو زیادہ ہی کرتا ہے یا فرمایا غالب ہی کرتا اور شرک اور مشرکین میں کمی آتی رہے گی"

اس کے مطابق اسلام کا اضافہ کا غلبہ فطرتی تقاضا ہے لہذا کافر کی موت کی صورت میں مسلمان کی اس سے وراثت اور مسلمان کی وفات کی صورت میں کافر کی وراثت سے محرومی تو قانونِ فطرت ہوا تا کہ مسلمان کو مالی اعتبار سے بھی تقویت ملے اور دیگر معاملات کے اعتبار سے بھی۔ امام بدر الدین عینی رحمہ اللہ علیہ واضح کرتے ہیں کہ "جمہور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، ہمارے علماء اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے مذہب کے مطابق مسلمان کافر سے میراث نہیں لے گا اور استحسان بھی اسی بات کی طرف اشارہ کرتا ہے لیکن قیاس میراث کو جائز قرار دیتا ہے حضرت معاذ بن جبل اور حضرت امیر معاویہ بن ابو سفیان رضی اللہ عنھم کا یہی قول ہے اور امام مسروق، حسن، محمد بن حنفیہ اور امام محمد بن علی بن سیدنا امام حسین رضی اللہ عنھم کا بھی یہی مسلک ہے۔[52] اس میں انہوں نے قیاس کی بنیاد پر میراث مسلمان کا حق قرار دیا ہے۔ اور یہی مؤقف امام ابن عبد البر[53] اور امام سرخی کا ہے۔[54]

علامہ ابن قیم کا اس ذیل میں مؤقف یہ ہے کہ حربی کافروں سے مسلمانوں کو وراثت نہیں ملنی چاہئے البتہ ذمیوں کی موت کی صورت میں ان کے رشتہ دار مسلمانوں کو ان کا وارث بننا چاہئے[55] اس لئے کہ وہ مسلمانوں کی مدد پاتے ہیں نہ کہ مسلمان ان کی مدد پاتے ہیں اور اس کی واضح دلیل سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت ہے جس میں انہوں نے ذمیوں کے حقوق کی حفاظت اور ان کے لئے جنگ لڑنے کی اپنے بعد آنے والے خلیفہ کے لئے پیغام چھوڑا تھا[56]۔ اب جب اسلامی ریاست میں رہتے ہوئے مسلمان ان کے جان ومال کی حفاظت کرتے ہیں تو ایسے ذمیوں کی موت کی صورت میں مسلمانوں کو ان کا وارث بھی

بننا بھی ایک طبعی امر ہو گا لیکن ڈاکٹر حمید اللہ نے میاں بیوی کو اختلاف دین ودار دونوں صورتوں میں وراثت کا غیر مستحق قرار دیا ہے اور ان کے ہم مذہب قریب ترین افراد کو وارث بنایا ہے[57] لیکن اس تمام بحث سے یہی چیز سامنے آتی ہے اگر مسلمان اور کافر کی نسبی قرابت ہو اور ان میں سے ایک دوسرے کی موت کی صورت میں کافر مسلمان کا وارث نہیں بنے گا جبکہ مسلمان کافر کا وارث بنے گا اس لئے کہ اسلامی تقویت، وقار اور غیر مسلم کے حقوق کی اسلامی ریاست میں رعایت کا تقاضا ہے کہ اس کی موت کی صورت میں مسلمان کو اس کا وارث قرار دیا جائے اور اسلام کی تقویت کا برقرار رکھا جائے۔

6۔ بچوں کی حضانت اور تربیب کی ذمہ داری:

اگر جائزہ لیا جائے تو تقریباً دنیا کے تمام ممالک میں جہاں اقلیتوں کا معاملہ بچوں کی حضانت کا مسئلہ ہر جگہ درپیش ہے اور اسی مسئلہ کی وجہ مسلمان نسلیں اسلام سے برگشتہ ہو رہی ہیں کیونکہ جب ان کی تربیت غیر اسلامی گھرانے اور ماحول میں ہو گی تو یہ قطعاً مشکل ہے کہ ان کو اسلامی تعلیمات سے آگاہی ہو گی بلکہ وہ ان سے کوسوں دور ہوں گے اور اسلامی کی تعلیمات پر ان کے عمل کرنے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ تربیت اولاد والدین کی اہم ذمہ داری ہے اور اس میں کوتاہی کی صورت میں جواب طلبی ہو گی چنانچہ **كلكم راعٍ ومسؤولٌ عن رعيته والإمام راعٍ ومسؤولٌ عن رعيته والرَّجل راعٍ في أهله ومسؤولٌ عن رعيته**[58] والی حدیث والدین پر بھاری ذمہ داری ڈالتی ہے اور اس کا نبھانا خاص طور پر والد کا فرض ہے اور اگر وہ تربیتِ اولاد میں کوتاہی کرتا ہے تو قیامت والے دن اس کا جوابدہ ہو گا اور لازمی طور پر اولاد کے بگاڑ کی نوعیت کے مطابق وہ سزا کا بھی مستحق ہو گا اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا[59]

"اے ایمان والو خود اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ"

اس آیت کے تحت مسلمانوں پر لازم ہوا کہ وہ اپنی اولاد اور اہلِ خانہ کی ایسی تربیت کریں وہ اس پر عمل کر کے آخرت کے عذاب سے بچ جائیں اس ذیل میں جن معاملات کو سامنے رکھنا ضروری ہے ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

i. **عقائد کی اصلاح:** عقائد کی اصلاح والدین کی ایک اہم ذمہ داری ہے اور اس میں کوتاہی کا خمیازہ آئندہ صدیوں کی نسلوں کو بھگتنا پڑتا ہے اور خاص طور پر سن شعور سے قبل ہی بچوں کے ذہن ودماغ

میں اللہ تعالیٰ کی تعظیم، اللہ و رسول ﷺ کی محبت اور اطاعت کی تخم ریزی کرنا انہیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا عادی بنانا عقائد کی اصلاح کے اہم پہلو ہیں اور یہ عقیدہ کی اصلاح کا ہی نتیجہ تھا کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اپنا خواب سنایا کہ میں آپ کو ذبح کر رہا ہوں تو بیٹے نے فوراً جو جواب دیا قرآن اس کو یوں بیان کرتا ہے:

قَالَ يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِي إِن شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ[60]

"کہا اب جان جو آپ کو حکم دیا گیا ہے کیجئے، آپ ان شاء اللہ مجھے صبر کر والوں میں سے پائیں گے"

اور جب عقائد میں پختگی ہو گی تو پھر انسان عبادات کی طرف بھی راغب ہو جس سے اس تخلیق کا مقصد بھی پورا ہو جائے گا لہذا مسلم اقلیتوں کی خصوصی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ اپنی اولاد کے عقائد کی اصلاح اور ان کو عبادات کا عادی بنانے کی کوشش کریں تاکہ ایسے ماحول میں وہ اسلامی احکام پر سختی سے کاربند رہیں اور اس معاملہ میں غفلت کا شکار نہ ہوں۔

ii. **نماز کی تلقین:** نماز انسان کو اپنے حقوق کی پہچان اور فرائض کی ادائیگی کا سلیقہ سکھاتی ہے تبھی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

مروا أولادكم بالصّلاة وهم أبناء سبع سنين واضربوهم عليها وهم ابناء عشر وفرقوا بينهم في المضاجع[61]

"اپنی اولاد کو نماز کا حکم دو، جب وہ سات برس کے ہوں اور دس برس پر (نماز نہ پڑھنے کی صورت میں) انہیں مارو اور ان کے بستر الگ کر دو"

اولاد کو نیکی کی طرف راغب کرنا والدین کی ذمہ داری ہے اس حوالے سے ابن تیمیہ اپنا نظریہ پیش کرتے ہیں کہ: "جس کے ماتحت بچے، غلام یا یتیم ہوں اور وہ انہیں نماز کا حکم نہ دیں، تو ان کے نماز نہ پڑھنے کی سزا، بڑوں کو دی جائے گی، اور بڑوں کی تعزیر کی جائے گی، اس لئے کہ گھر کے بڑوں نے انہیں نماز کا حکم نہ دے کر اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی ہے"[62] اور اس کا مقصد بھی یہی ہے کہ ان میں عبادت کا شعور اجاگر ہو اور نماز کی ادائیگی کے ذریعے وہ دیگر فرائض کے بھی پابند بن جائیں۔ اپنی اولادوں کو ان چیزوں کی تعلیم اقلیتی مسلمانوں کا فرضِ اولین ہے۔

iii. **خوراک اور دیگر ضروریات میں حلال کا اہتمام:** اولاد کی تربیت کے سلسلے میں ان کی خوراک اور دیگر ضروریات میں حلال کا اہتمام مشتبہ اور حرام اشیاء سے اجتناب ضروری ہے کیونکہ اس کا اعمال اور ان کی قبولیت پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اس بارے آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

فان لحما نبت من سحت لن یدخل الجنۃ ابدا[63]

"بے شک حرام مال سے پلا ہوا گوشت کبھی بھی جنت میں داخل نہیں ہو گا"

اس کے جہنم میں داخلے کا سبب اس کی حرام خوراک اور اشیائے استعمال ہیں لہذا اولاد کو ان سے گریزاں رکھ حلال اور طیب اشیاء کے استعمال کا عادی بنا کر ان کو اخروی عذاب سے بھی بچایا جا سکتا ہے اور ان کی دنیوی زندگی کو بھی پاکیزہ کیا جا سکتا ہے۔

iv. **اسوہ حسنہ کی پابندی:** نیک چال چلن کی تربیت کا اہتمام اولاد کی طرف اللہ تعالیٰ کی نظر رحمت کو متوجہ کر دیتا ہے جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا فَأَرَادَ رَبُّكَ أَن يَبْلُغَا أَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنزَهُمَا رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ[64]

"اور ان کا باپ ایک نیک آدمی تھا تو آپ کے رب نے چاہا کہ یہ اپنی جوانی کو پہنچ جائیں اور ان کے لئے بطورِ رحمت ان کا خزانہ نکالے"

معلوم ہوا کہ اولاد کی تربیت والدین کے مرنے کے بعد اللہ کی نگاہ میں قابل قدر ہو گی۔ مسلم اقلیتی ممالک میں والدین کو اس کا خصوصی اہتمام کرنا ہو گا اور وہ اولاد کے ساتھ سائے کی طرح والدین رہیں تو وہ قباحتوں سے بچ پائیں گے اور ان کا یہ اہتمام اللہ کے ہاں مقبول بھی ہو گا اور اس کا اثر بھی دکھائی دے گا۔ ویسے بھی اولاد والدین کے کردار کو براہِ راست دیکھتے ہیں اور انہیں کے رنگ میں ڈھلتے جاتے ہیں اسلئے والدین کو چاہئے کہ خاص طور پر اپنے آپ کو اخلاق و کردار میں اسلامی تعلیمات کا مظہر بنانے کی کوشش کریں تا کہ ان کی اولاد ان کے نقشِ قدم پر چل کر اپنی اصلاح کر لیں۔

v. **صبر کی تعلیم:** عموماً یہ بات بھی مشاہدہ میں آتی ہے کہ غیر مسلم معاشروں میں پروان چڑھنے والے بچوں میں برداشت کا مادہ کم ہوتا ہے اسکی ایک اہم وجہ یہ ہے کہ والدین خود اس خوبی سے عاری ہوتے ہیں جبکہ صبر اولاد کی تربیت کی راہ میں ایک اہم عنصر ہے لیکن ایسے معاشروں میں والدین اگر صابر ہوں گے تو ان کا یہ رویہ یقینی طور پر اولاد میں بھی تحمل پیدا کر کے ان کو صبر کا عادی بنا دے گا

اور اس طرح وہ معاشرے کے اہم فرد کی حیثیت سے اپنا مثبت کردار ادا کریں گے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ[65]

"اے ایمان والو! صبر اور نماز کے ذریعے مدد طلب کرو بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے"

اب اللہ تعالیٰ کی معیت کے حصول کے لئے مسلم اقلیتوں کو اپنی اولادوں کو صبر کا عادی بنانا ہوگا تاکہ وہ مشکل حالات کا صبر واستقامت کے ساتھ مقابلہ کرتے ہوئے اسلام کی تعلیمات پر عمل اور ان کی اشاعت کے لئے کوشاں رہیں۔

vi. **پاکیزہ ماحول کی فراہمی:** مسلم اقلیات کو چاہیے کہ وہ اپنی کمیونٹی میں اسلامی شعائر کو اجاگر کریں ،اولاد کے شب و روز، حلقہ احباب، مجلس نشست و برخاست وغیرہ کا غیر محسوس انداز میں چیک رکھیں اور بچوں کو پاک صحبت اختیار کرنے کی ترغیب دیں، ارشاد نبوی ﷺ ہے:

الرَّجل على دين خليله فلينظر أحدكم من يخالل[66]

"آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے لہٰذا تم میں سے ہر ایک کو دیکھنا چاہیے کہ کس سے دوستی کر رہا ہے"

ایسے معاشرے میں والدین کی احتیاط سے آئندہ نسلیں غلط دوستیوں اور صحبتوں سے بچ کر اسلام کے ساتھ اپنی وابستگی مضبوط بناسکتی ہیں جس ان کی اپنی زندگیاں بھی پاکیزہ بن جائیں گی اور وہ نیکی کی زندگی بسر کریں گے۔

vii. **کفالت:** ترقی یافتہ غیر مسلم ممالک میں عموماً حکومت کفالت کی ذمہ داری ادا کرتی ہے جس کی وجہ سے والدین، اولاد، زوجین کے درمیان تشکر اور انس کا تعلق پیدا نہیں ہوتا ہر کوئی پنے اپنے وقت اور دائرے میں ایک دوسرے کی ذمہ داری سے خود کو سبکدوش سمجھتے ہیں جس سے ایک مضبوط خاندانی نظام کی داغ بیل نہیں پڑتی جبکہ قرآن واحادیث میں اسلامی نظام کفالت کو مکمل جزئیات کیساتھ بیان کیا گیا ہے ارشاد نبوی ﷺ ہے:

دينارٌ أنفقته في سبيل الله ودينارٌ أنفقته في رقبةٍ، ودينار تصدقت به على مسكينٍ، ودينارٌ أنفقته على أهلك، أعظمها أجرًا الَّذي أنفقته على أهلك[67]

"وہ ایک دینار جسے تو نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیا ہو، غلام کو آزاد کرانے کے لئے خرچ کیا ہو، مسکین پر صدقہ کیا ہو، اپنے اہل وعیال پر خرچ کیا ہو ان میں سب سے زیادہ اجر والا (وہ دینار ہے) جسے تو نے اپنے اہل وعیال پر خرچ کیا ہو"

اسی طرح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں خرچ کے حوالے سے اپنی ذات، اولاد، بیوی اور پھر دیگر افراد کی ترتیب کو بیان کیا گیا ہے۔[68] معاشرے کے تمام افراد کا خیال ایک مسلمان کی ذمہ داری ہے لیکن اقلیتی مسلمانوں کو ترتیب کا اہتمام کرکے اپنی اولادوں کا خیال رکھنا ہو گا تاکہ وہ مسلمان والدین کا سہارا بھی بنیں اور ان کی اتباع میں دین اسلام پر قائم بھی رہیں۔ اس حوالے سے والدین کا خیال بھی ضروری ہے لیکن وہ اگر اولاد کو اسلام سے برگشتہ کرنے کے لئے ان کی کفالت قبول کرنے سے انکار کر دیں تو ان اقلیتی مسلمان کو چاہئے کہ والدین کی کفالت جاری رکھے مگر تغیر دین میں ان کی اتباع نہ کرے جیسا کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان کی والدہ نے قسم اٹھا لی کہ جب تک سعد اسلام ترک نہ کر دے اس وقت تک اس سے بات نہیں کرے گی، اور نہ ہی کچھ کھائے پئے گی چنانچہ ان کی والدہ کہنے لگیں "تم کہتے ہو کہ تمہارا نبی والدین کیساتھ حسن سلوک کا حکم دیتا ہے، تو میں تمہاری ماں ہوں اور تمہیں حکم دیتی ہوں کہ اسلام چھوڑ دو" آپ فرماتے ہیں: میری والدہ تین دن تک بھوکی پیاسی رہیں اور آخر تاب نہ لا کر بیہوش ہو گئی، اس پر حضرت سعد کے بھائی عمارہ اٹھ کر پانی پلا دیا، چنانچہ وہ ہوش میں آئی اور سعد کو بد دعائیں دینے لگی[69] اس پر قرآن پاک میں والدین کے ساتھ حسنِ سلوگ کا حکم نازل ہوا اور ساتھ یہ بھی فرما دیا کہ اگر وہ یہ کوشش کریں کہ تم میرے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائیں کا جس کا تجھے علم نہیں تو ان کی اتباع مت کر **70**۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کو اپنی والدہ کے ساتھ صلہ رحمی کا حکم فرمایا[71]۔ لہذا بیٹا اپنی غیر مسلم والدہ کیساتھ رہے یا غیر مسلم ماں اپنے بیٹے کیساتھ رہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے، بلکہ ہو سکتا ہے کہ اگر بیٹا اپنی والدہ کیساتھ حسن سلوک سے پیش آئے تو یہ والدہ کے اسلام قبول کرنے کا سبب بھی بن سکتا ہے، اس لیے ان کے سامنے اسلام اچھے انداز سے پیش کریں، اور کسی بھی ایسی حرکت سے باز رہیں جن سے ان کے اسلام قبول کرنے میں تاخیر ہو۔ ان کے علاوہ دیگر رشتہ دار خواتین، جیسے دادی، نانی، پھوپھی، خالہ، بہن، بھتیجی، بھانجی، پوتی اور نواسی وغیرہ کے اخراجات کی کفالت خوشحال مسلمان پر لازم ہو گی[72] اور

یہ لزوم ان کے ترکہ میں استحقاق کے مطابق ہو گا[73] اور ممکن ہے کہ ان کے ساتھ یہ کفالت کا معاملہ ان کو کفر سے نکال کر اسلام کی طرف لے آئے۔

7۔ غیر مسلم سے تحائف کا تبادلہ:

مسلم اقلیات کا ایک اہم مسئلہ غیر مذہب کے ساتھ لین دین اور تحائف وہدایہ کا تبادلہ بھی ہے جبکہ بنیادی طور پر غیر مسلم سے تالیف قلبی، اور اسلام کی طرف راغب کرنے کیلئے تحفہ لیا جا سکتا ہے جیسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ کفار مثلاً: مقوقس وغیرہ سے تحائف قبول فرمائے تھے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے باقاعدہ "مشرکین کے تحائف قبول کرنے کے بارے میں ہے " ایک باب قائم کیا ہے جس میں حضرت سارہ کے لئے غیر مسلم بادشاہ کی طرف سے حضرت ہاجرہ کا بطورِ تحفہ دینا، یہود کی طرف سے آپ ﷺ کو زہر آلود بکری کا تحفہ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایلہ کے بادشاہ کی طرف سے سفید خچر، کپڑے کا جوڑے کا تحفہ اور یہودی عورت کی طرف سے زہر آلود بکری بطور تحفہ پیش کرنے کے پورے قصہ کا ذکر کیا ہے[74]۔

معلوم ہو کہ مسلمان اقلیتیں غیر مسلموں سے تحائف لے سکتی ہیں۔ اس سے ان غیر مسلوں کے مسلمانوں کے قریب آنے کا موقع ملے جس سے ان کو اسلامی تعلیمات سے آگاہی ہو گی اور مسلمانوں کے اچھے اخلاق اور کردار کی وجہ سے وہ اسلام قبول بھی کرلیں گے لہذا آج کے غیر مسلم معاشرہ میں صاحبِ ثروت مسلمانوں کے لئے بہتر ہے تحائف کے ذریعے غیر مسلموں کو قریب کرکے ان تک اسلام کا پیغام پہنچایا جائے تاکہ وہ اس کی آفاقی تعلیمات سے متاثر ہو کر حلقہ بگوشِ اسلام ہو جائیں۔ لیکن غیر مسلوں کے مذہبی تہواروں پر ان کو تحفہ دینا جائز نہیں ہو گا کیونکہ ایسا عمل ان تہوار میں معاونت شمار ہو گا مثلاً انکے لئے کھانا تیار کرنا، اور موم بتیاں وغیرہ تحفہ میں دینا، تو اس کی حرمت مزید زیادہ ہو گی، حتی کہ کچھ اہل علم نے اس طرزِ عمل کو کفر کہا ہے[75] چنانچہ مشہور حنفی عالم امام زیلعی رحمہ اللہ کے نزدیک "نوروز، اور مہرجان کے دن تحائف دینا جائز نہیں ہے اور ایسا معاملہ حرام بلکہ کفر ہے اس ذیل میں وہ ابو حفص الکبیر کی رائے بیان کرتے ہیں "اگر کسی شخص نے اللہ کی پچاس سال تک عبادت کی اور پھر جب نوروز کا دن آیا اور کچھ مشرکوں کو ایک انڈا تحفہ میں نوروز کی تعظیم کرتے ہوئے دے دیا، تو اس نے کفر کیا، اور اسکے سارے اعمال ضائع ہو گئے[76]"

اسلامی تعلیمات کے مطابق بہتر یہی ہے کہ غیر مسلم اکثریتی ممالک میں غیر مسلموں کا تحفہ قبول کر لیا جائے لیکن ان کو تحفہ دینے اور ان کے تہواروں میں شرکت و شمولیت اور تحائف کے لین دین سے گریز کیا جائے اس لئے اس طرح کے معاملہ سے ان کے ساتھ دوستی پروان چڑھے گی جب کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے منع کرتے ہوئے فرمایا:يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوا بِمَا جَاءَكُمْ مِنَ الْحَقِّ[77]"اے وہ لوگوں جو ایمان لائے ہو! میرے اور (خود) اپنے دشمنوں کو اپنا دوست نہ بناؤ تم دوستی سے ان کی طرف پیغام بھیجتے ہو اور وہ اس حق کے ساتھ جو تمہارے پاس آچکا ہے کفر کرتے ہیں" اسی طرح سورۃ آلعمران کی آیت 118 اور سورۃ ھود کی آیت 113 میں ایسی دوستیوں سے صراحت کے ساتھ منع کر دیا ہے لیکن ان کی طرف سے دئے گئے تحائف کی قبولیت کے حوالے سے بعض روایات موجود ہیں جیسے شیخ الاسلام ابن تیمیہ نقل کیا ہے کہ " علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نوروز کے دن انہیں تحفہ دیا گیا تو آپ نے اسے قبول کر لیا[78]" اسی طرح ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے کہ: "ایک عورت نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے استفسار کیا: ہمارے بچوں کو دودھ پلانے والی کچھ مجوسی خواتین ہیں، اور وہ اپنی عید کے دن تحائف بھیجتی ہیں، تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: "انکی عید کے دن ذبح کئے جانے والے جانور کا گوشت مت کھاؤ، لیکن نباتاتی اشیاء کھا سکتے ہو"[79]

ان تمام سے پتا چلتا ہے کہ کفار کی عید کے دن ان کے تحائف قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، چنانچہ عید یا غیر عید میں انکے تحائف قبول کرنے کا ایک ہی حکم ہے کیونکہ اس کی وجہ سے انکے کفریہ نظریات پر مشتمل شعائر کی ادائیگی میں معاونت نہیں ہوتی ہاں اگر اس عمل سے ان کے مذہبی تہوار اور شعائر کے قیام میں معاونت ہو رہی ہو تو پھر یہ سارا عمل حرام ہو گا۔ اسی طرح اہل کتاب کے علاوہ دیگر مذاہب کا ذبیحہ چونکہ حرام ہے لہذا چاہے ان کی عید کا موقع ہو یا عام ایام ایسے غیر مسلموں سے گوشت وغیرہ کا تحفہ لینا حرام ہو گا ہاں پھل اور دیگر نباتات ان سے لے کر استعمال کی جا سکتی ہیں۔ اس لئے غیر مسلم خواہ والدین ہوں، دیگر قرابتدار یا پڑوسی ہوں تو ان سے تحائف کا تبادلہ میں ان امور کا خیال رکھا جائے کہ جانور ہے تو وہ ان کی عید پر ذبح شدہ نہ ہو، ان تحائف کی ان کی مذہبی رسومات میں استعمال نہ کیا جاتا ہو، تحفہ قبول کرتے وقت ان کے عقیدہ سے براءت ظاہر کر دی جائے، ایسے تحفہ کی قبولیت کا مقصد ان کو اسلام کی طرف مائل کرنا ہو اور تحفہ قبول نہ کرتے وقت ان کی اسلام سے منافرت جتا دی جائے۔

خلاصہ بحث:

اس تمام بحث میں کتابیہ عورت سے نکاح کی شرائط اور مقاصد، زوجین میں سے کسی ایک کے ارتداد کی صورت میں نکاح پر اثر، کاغذی نکاح، وراثت، اولاد کی تربیت میں پیش نظر رکھے جانے والے امور، غیر مسلم رشتہ داروں سے سلوک اور کفالت کے ساتھ ان سے تحائف کے لین دین کے امور کا جائزہ لیا گیا۔ اب روزمرہ معاملات مسلم اقلیتوں کے لئے ایک ہی واضح امر نظر آتا ہے کہ ان کے یہ تمام معاملات غیر مسلموں کی اسلام کی طرف رغبت اور اپنے دامن کو کفر کی غلاظت سے بچانے کے لئے ہو اور مسلم اقلیتیں ایسا رویہ اور احتیاطی امور اختیار کریں کہ جن سے ان کی اولادیں بھی اسلام کی طرف راغب رہ کر اس کی تعلیمات پر سختی سے عمل پیرا رہیں اور غیر مسلم بھی ان کی وجہ اسلام دوست اور اس کو قبول کرنے والے بن جائیں۔

تجاویز وسفارشات:

اس بحث کی روشنی میں مزید استفادہ اور معاشرتی ضروریات کے پیش نظر درج ذیل چند تجاویز وسفارشات کی پاسداری ضروری نظر آتی ہے۔

- اقلیتی مسلم معاشرے بہت سارے معاشرتی مسائل میں تذبذب کا شکار ہیں لہذا ضروری ہے مسلم سکالرز ان کے ہر طرح کے معاشی مسائل پر تحقیق کر کے ان کو اسلامی تعلیمات سے آگاہ کریں۔
- معیشت کے حوالے تمام ضروری امور پر مسلم اقلیتوں کی راہنمائی کے لئے تحقیق کی جائے تا کہ ان کی معیشت اسلامی اصولوں کے مطابق حلال امور پر منتج ہو سکے۔
- مسلم اقلیتوں کو انتخابی مہمات میں اسلامی جھکاؤ اور اسلامی طرفداری والی سیاسی پارٹیوں کے ساتھ معاہدات اور شرائط طے کرنے کے لئے تحقیقی کتابچے تقسیم کئے جائیں۔
- دنیوی اور کاروباری امور کی طرح معاشرتی امور میں اسلامی تعلیمات پر عمل درآمد یقینی بنانے کے لئے مسلم اقلیتوں کے کانفرنسز، سیمینارز اور اسلام آگاہی ورکشاپس کا اہتمام کیا جائے۔

حوالہ جات

[1]. Ibrahim Mustafa,Al-Mujm-ul-Waseet,Al-maktabat-ul-Asriya,2000A.D P#785
[2]. Mhammad Ghaim, Alqanoon-ul-Mubadi,Dar-ul-Nuhdiaht-ul-Arbia,Alqahrah,Ed:3rd, 1972A.D,P#523
[3]. Almarkiz-ul-Dowla,Lilaqliyah Fil-Qanoon-il-Aam,Manshat-ul-Muaraf-il-Askandriyah,1990A.D,P#863
[4]. Ghulam Wail Ahmad ,Hmatu Haqooq al-Aqliyat,fil-Qanoon al-Dowli,Beruit,Ed:2nd, 2005A.D,P#20
[5]. Al-Maidah,5:5
[6]. Al-Nisa,4:25
[7]. Kasani,Alau-Addin Abu Bakar Bin Masood,Tuhfat-ul-Fuqaha, ,Beruit,Ed:2nd, 2005A.D,P#3/112
[8]. Mazhari,Pani Patti,Snaa-Ullah,Tafseer Mazhari,Publisher Saad Copmpany, Karachi,2/172
[9]. Jasas,Ahmad Bin Ali Abu Bakar,Ahkam-ul-Quraan,Dar Ihya-ul-Turas-il-Arbiah,Beruit,1405H,325/3,Ibn-e-Hibban, Muhammad Bin Ahmad,**Alsiqat**,Wazrat-ul-Muarif-il-Hakoomiyat-il-Aliyat-il-Hindiyah,Ed:1st,1973A.D,2/248
[10]. Jasas,Ahkam-ul-Qura'n,3/325
[11]. Sarkhasi,Mohammad Bin Ahmad,Almabsoot,Dar-ul-Marifah,Beruit,1414H,211-4/210
[12]. Ibn-e Abi Sheebah,Abu Bakar Abdullah Bin Mohammad,Al-kitab-ul-Musannaf Fil Ahadith-e-Wal-Asaar,Kitab-ul-Nikah,Bab Man Rakkhasa Fi Nikah-e-Nisa-e-Ahlil Kitab,Hadith #16169,Maktabat-ul-Rushd,Al-Riyadh,Ed:1st,1409AH,3/475
[13]. Ibn-e Abi Sheebah,Al-Kitab-ul-Musannaf-Fil-Ahadith-e-Wal-Asaar,Kitab-ul-Nikah,Bab Man Kana Yakrahu Fi Nikah-e-Ahlil Kitab,Hadith #16163,3/474
[14]. Al.Baqrah,2:221
[15]. Qustalani, Ahmad Bin Mohammad,Almwahib-ul-Ludnniyah Bil-Minahil-Muhammadiyah,Researcher,Ahmad Shami, Al-Maktabt-ul-Islamiyah,Beruit,Bab Fi Zikre Aolad-e-Hil-Kiram,2/62-63
[16]. Al-Mumtahinah,60:10
[17]. Bukhari,Aljam-us-Saheeh,Kitab-ul-Shroot Fil Jihad-e-Wal Masalihat-e-Ma Ah-il-Harb,Hadith#2582,2/980
[18]. Bukhari,Aljamey-ul-Saheeh,Kitab-ul-Talaq, Bab Nikah-e-Man Aslama Minal Mushrikate Wa Iddatuhunna,Hadith#4982,5/2042
[19]. Zamkhashri,Abu-ul-Qasim Jar-ullah Mahmood Bin Umar,Al-Kashaf An Haqaiq-il-Tanzeel Wa Uyun-il-Aqaweel Fi Wajooh-il-Ta'weel-Dar-ul-Ma'rifah,Beruit,Ed:3rd, 2009A.D,P#1100
[20]. Ibn-e-Hajar Asqalani,Ahmad BinAli,Fath-ul-Bari Sharah Saheeh Bukhari,Dar-ul-Marifah,Beruit,Ed:3rd,2009A.D,5/348
[21]. Islahi,Ameen Ahsan,Tadabur-ul-Quraan,Publisher . Faraan,Foundation, 1983A.D, 1/520
[22]. Al-Baqrah,2:221
[23]. Tabri,Abu Jafar Mohammad Bin Jareer,Al-Jame-ul-Baiyan An Taweel-Ayat-il-Qura'n,Dar-ul-Fikr-il-Arabiyyah,Beruit,1995A.D-1415H,2/379
[24]. Kasani,Badai-ul-Sanae,2/379
[25]. Tabri, Al-Jame-ul-Baiyan An Taweel-Ayat-il-Qura'n,2/554
[26]. **Ibid**
[27]. Al-Baqrah,2:221
[28]. Suyuti,Jalal-ul-Din Abd-ur-Rahman, Al-Dur-ul Mansoor,Publisher Ayat-ul-Azmi,Iran,2/251

[29]. Saeedi,Ghulam Rasool,Tibyan-ul-Qura'n,Publisher,Idarah Islamiyat,Lahor, 2005A.D,2/205
[30]. Islamicvioce.com.papermarriage,time 9:4,Date:10.02.2019
[31]. Al-Rum,30:21
[32]. Bukhari,Al-Jame-ul-Sahih,Chapter Bad-ul-Wahi, Hadith#1
[33]. Behaqi,Ahmad Bin -al-Hussain Bin Ali,Al-Sunnan-ul-Kubra,Dar-ul-Fikar, Beruit, 7/341; Baghavi,Abu Hussain Bin Masood,Sharh-ul-Sunnah,Hadith#2356,Darul Kutub-il-Arabi,Bairoot,9/219.
[34]. Bukhari,Al-Jame,Kitab-ul-Shahada,Bab Ma Qeela Fi Shahadat-il-Zoor, Hadith#26543;Muslim Bin Hajjaj,Al-Jame,Kitab-ul-Iman,Bab Biyanil Kibar-e-Wa Akbariha,Hadith#87,Daru Ihya-il-Turasil Arabi Bairoot
[35]. Muslim Bin Hajjaj,Aljame,Kitab-ul-Iman,Bab Man Ghasha Falaisa Minna, Hadith#101
[36]. Baihaqi,Ahmad Bin Abil-Husain Bin Ali,Al-Sunnan-ul-Kubra,Dar-ul-Fikar,Beruit,1/341
[37]. Abu Daod Sulaiman Bin Ashas Sajistani,Al-Sunnan-ul Kubra ,Kitab -ul-Talaq,Bab Al-Talq Fil Hazal,Hadith#2194
[38]. Al-Mumtahinah,60:10
[39]. Ibn-e Qudama,Abu Mohammad Bin Abdullah ,Almughni,Dar-ul-Fikar-il-Arabiah, 8/171.
[40]. Shafi,Mohammad Bin Idrees,Kitab-ul-Umm,Dar-ul-Baz Lil-Nashr-e-Wal-Taudhee 4/340; Ibn-e-Qudama, ,Almughni,Dar-ul-Fikr-il-Arabiah,8/171.
[41]. Malik Bin Anas,Almudawwanat-ul-Kubra,Dar-ul-Kutub-il-Ilmiah,Beruit,Ed:3rd, 2/263;Sarkhasi, Muhammad Bin Ahmad, Almabsoot,Dar-ul-Marifah,Beruit,Ed:1st, 5/223
[42]. Malik Bin Anas,Almudawwanat-ul-Kubra,2/263
[43]Sarkhasi,Almabsoot,5/223
[44]. Zimakhshari,Alkashaf,P#1100
[45]. Ibn-e-Hajar Asqalani,Fath-ul-Bari Sharh-o-Sahihil Bukhari,5/348
[46]. Bukhari,Al-Jame,Kitab-ul-Meerath,Bab La Yarisul Muslimul Kafir,Hadith#383
[47]. Abu Daud,Al-Sunnan,Kitab-ul-Meerath,Bab Hal Yarisul Muslimul Kafira? Hadith#2909
[48]. Ibid Hadith #2911
[49]. Abn-e-Qudamah,Almughni,6//367
[50]. Shafai,Kitab-ul-Umm,4/340, Ibn-e-Qudama,Al-Mughni,3/171
[51]. Abu Naeem,Ahmad Bin Abdullah Bin Ahmad, Hilyat-ul-Awliya Wa Tabaqatul Asfia, Dar-ul-Kutubil Ilmiah, Beruit,1409AH,P#107-108
[52]. Badr-ul-Din Aini, Umdat-ul-Qari,Dar-ul-Kutub-il-Ilmiah,23/263
[53]. Ibn-e-Abdul Barr,Abu Umar Yousaf Bin Abdullah, Al-Istizkar,Dar-ul-Kutubil Ilmiah,Beruit,5/368
[54]. Sarkhasi,Al-Mabsoot,31/30
[55]. Ibn-e-Qayyam,Abu Abdullah Mohammad,Zad-ul-Ma'ad Fi Had-ye-Khairil Ibad, Dar-ul-Maarifah,Bairoot,2/331
[56]. Abu Yahya,Imam, Hadrat Umar kay Siyasi Nazriyat, Gosha Adab,Anar Kali Chok, Lahore, P#93
[57]. Dr Mohammad Hameed Ullah, Tasadum-e-Qawaneen Ka Islami Tasawwur Aor Amal,Idara Islamiyat,Lahore,2005AD,P#75
[58]. Bukhari,Aljame,Bab-ul-Abd-e-Raa' Fi Mal-e-Sayyidehi,Hadith#2558
[59]. Al-Tahreem,66:6
[60]. Al-Saffat, 37:102
[61]. Abu Daud,Al-Sunnan,Bab Mata Yumar-ul-Ghulam Bil-Salate,Hadith#495

[62]. Ibn-e-Tamiyyah,Abdul Haleem,Majmoo-ul-Fatawa,Wazara-tu-Shoonil Islamiah Wal Aoqaf Wal Da'wate Wal Irshad,2005A.D,34/105
[63]. Sanani,Abu Bakar Abdu-Razzaq Bin Humam Bin Nafe,Al-Musannaf,Kitab-ul-Ashribah,Bab Ma Yuqalo Fi-Al-Sharab,Hadith#17073,Al Maktabul islami, Bairot, Ed.2nd,9/239
[64]. Al-Kahaf,18:82
[65]. Al-Baqrah, 2:153
[66]. Abu Daud,Al-Sunnan,Kitab-ul-Adab,Bab Man yumar An Yujalis, Hadith#4833
[67]. Muslim,Aljame-ul-Sahih,Kitab-ul-Zakat,Bab Fadhal-Ul-Nafaqah Alal Ayal-e-Wal Mamlook,Hadith#995
[68]. Abu Daud,Al-Sunnan,Kitab-ul-Zakat, Bab Fi Silat-Il-Rahm,Hadith#1691
[69]. Qurtubi,Al-Jame Li Ahkam-Il-Qura'n,22/203
[70]. Al-Ankaboot, 8:29
[71]. Muslim,Aljame-Ul-Sahih,Kitab-ul-Zakat,Bab Fadhl-Il-Saqate Aalal Aqrabeen Wl Zaoj-e-Wal Aolad-e- Wal Walidain-e-Wa Lao Kanoo Mushrikeen,Hadith#1003
[72]. Ibn-e-Nujaim,Zain-ul-Abdin Bin Ibrahim,Al-Bahr-Ul-Raiq,Moassast-ul-Muaraf, Baruit,1406AH,1986A.D,4/221
[73]. Abu-ul-Faraj,Shams-ul-Din Abd-Ul-Rahman Bin Abi Umar Mohammda Bin Ahmad Bin Qdamah,Al-Sharh-ul-Kabir,Dar-ul-Marifah,Beruit,2005A.D,24/310
[74]. Bukhari,Al-Jame-ul-Sahih,Kitab-ul-Hibate Wa Fadhliha Wal Tahreedh Alaiha, Bab-o-Qubool-Il-Hadyate Minal Mushrikeen, Hadith# 2614-2617
[75]. Abu Bakar Kasani,Badai-Ul-Sanae,3/423
[76]. Zalei,Fakhr-ul-Din Abu Mohammad Uthman Bin Ali,Tibyeen-ul-Haqaiq,6/228
[77]. Al-Mumtahinah, 60:1
[78]. Ibn-e-Tamiyyah,Ahmad Bin Abdul Halim,Iqtidha-Ul-Sirat-Il-Mustaqim LimuKhalifat-e-Ashab-Il-Jahim,Tahqiq NasirAbdul Karim Al Aql,Dar-o-Ashbiliya,Ed:3rd 1998A.D,1/227
[79]. Ibn-e-Abi Shaibah Muhammad Bin Ibrahim,,Al Kitab-Ul-Musannaf Fil Ahadith Wal Aathar, Kitab-Ul-Adab,Bab Ma Qalo Fi Taam-Il-Majoos-e- Wa Fawakihihim, Hadith#32673Ed:1st Maktabat-ul-Rushd Al-Riyadh,1409AH,P:37075